بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر 7

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

"رمضان کا مہینہ وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ....." (البقرہ: ۱۸۵)

شہر رمضان

آداب و مشاغل

رابطہ: محمد حنیف

پوسٹ بکس ۷۰۲۸، مسجد توحید، توحید روڈ، کیماڑی کراچی

فون نمبر ۲۷۰۵۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۱۸۳)

"اے ایماندارو! تم پر صوم (روزے) فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی (مومن) اُمتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

یہ ماہِ مبارک مومن کی تربیت و اصلاح کا انتہائی قیمتی اور قابلِ قدر مہینہ ہے۔ اس کا پہلا عشرہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، دُوسرا مغفرت اور تیسرا نجاتٌ مِّنَ النَّار کا مُژدۂ جانفزا سُناتا ہے۔

"ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں"... (بخاری و مُسلم)

"سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جنّت میں آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سے ایک کا نام باب الرّیان ہے جس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے"... (بخاری و مُسلم)

مَقْصَدْ وَ تقَاضے:

آیات بعثت میں نبی علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ایمان و عقیدہ کی اصلاح کے علاوہ تزکیۂ نفس اور تعلیم و تربیت بیان کیا گیا ہے۔ عبادات میں یہی مقصد پیشِ نظر ہے۔ شہر الصوم[1] اس مقصد کے حصول کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ اللہ کی رضا کے لئے، صوم کی نیّت یعنی دِل میں ارادہ کے ساتھ، مقررہ وقت تک کے لئے اُکل و شرب سے باز رہنا اور دیگر خواہشاتِ نفس پر قابو رکھنا، خیالات، نظر و زبان کو زیادہ سے زیادہ شعور اور ارادہ کے ساتھ اللہ کی نافرمانی سے روکنا ہی صوم (روزہ) کا مقصد ہے۔ یہ سیرت و کردار اور اخلاق کی تعمیر اور اصلاح کا مؤثر ترین ذریعہ اور ربِ کریم سے قربت کا سبب ہے۔ اگر یہ مقصد نظر سے اوجھل ہوا اور عملاً یہ تقاضا پورا نہ کیا جائے تو روزہ سے بھُوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مومن کو تو بہت ہی زیادہ ہوشیار اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اِس بات کو درجِ ذیل حدیث میں واضح کیا گیا ہے:-

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّمْ یَدَعْ قولَ الزُّوْرِ وَالعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ ....." (بُخاری)

---

[1] صوم کے لفظی معنی "روکنا" ہے اور اصطلاحاً اپنے آپ کو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے، جماع اور ناپسندیدہ افعال سے باز رکھنا مراد ہے۔

ترجمہ:۔ "ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جھوٹ اور بُرا عمل نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے"۔

یعنی صوم (روزہ) کی حالت میں بھی اگر کوئی شخص غصہ، بدکلامی، دشنام طرازی، غیبت وغیرہ اور دیگر بدعملی کی حرکات سے پرہیز نہ کرے تو اُس نے صوم سے کوئی فائدہ نہ حاصل کیا۔ حالت صوم میں ذہن وخیال، فکر وعمل، سیرت وکردار کی نگہداشت معمول سے زیادہ ہی ہونی چاہیئے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے :۔

"عَنْ ابی ھریرةؓ ...... وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَءٌ صَائِمٌ......" (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ "ابوھریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ مومن کی ڈھال ہے (شیطان سے بچاؤ کیلئے) پس جب تم میں سے کسی کا روزہ کا دن ہو تو نہ وہ کوئی بُری باتیں کرے اور نہ شور وشر اور اگر کوئی اس سے بدکلامی کرے یا لڑائی جھگڑے پر اُتر آئے تو اُسے چاہیئے کہ کہدے، میں روزہ دار ہوں"۔

یہ تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر کسی نے روزہ رکھا تو ایسے مومن کی تمام پُرانی خطائیں معاف کردی جائیں گی (انشاءاللہ تعالیٰ) جیسا کہ نبی علیہ السلام کی حدیث سے ثابت ہے:۔

"عن ابی ھریرةؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"...... (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ "ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے"(یاد رہے کہ روزے دیگر عبادات کی طرح صرف مومن پر فرض ہیں۔ ایمان کی خرابی کے ساتھ نہ روزہ فرض ہے نہ کوئی اور عبادت، صرف جہنم کی آگ فرض ہے!)

اب جو ایمان کی شرط کے ساتھ صوم کے تقاضے پورے کرے اور اس کے لوازمات کا اہتمام کرے تو ربُّ العالمین کے یہاں اس کے اس عمل کی کیسی قبولیت ہے اس کا اندازہ اوپر بیان کی گئی حدیث سے ہوتا ہے جس کا پورا متن درجِ ذیل ہے :۔

" ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدمؑ کا ہر عمل دس گُنا سے سات سو گُنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سوائے صوم کے کہ وہ صرف میرے ہی لئے رکھا جاتا ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوں گا۔ وہ اپنی شہوت اور کھانا پینا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ صائم کے لئے دو مرتبہ فرحت ہے ایک تو افطار کے وقت اور ایک فرحت ہوگی رَبّ سے مُلاقات کے وقت۔ اور صائم کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور صوم ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو نہ وہ کوئی بات کرے اور نہ شور وشر۔ اور کوئی اسے گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو کہدے کہ

(بھائی) میں تو صائم ہوں"۔ (بخاری و مسلم)

افطار و سحر:

روزے کا ارادہ کرنے والے کو سحری کھانے کی تاکید کی گئی ہے اور سحری میں تاخیر پر زور دیا گیا ہے لیکن صبح صادق طلوع ہونے سے قبل سحری ختم کر دی جائے۔ حدیث میں آتا ہے:

"انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہے" (غذا تقویت کا باعث ہے اور اعتراف نعمت پر تشکر کا جذبہ اجر کا سبب) ......" (بخاری و مسلم)

"عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور اہلِ کتاب کے صوم (روزہ) میں امتیازی فرق سحری کا ہے"..... (مسلم)

"زید بن ثابت رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی، پھر ہم صلوٰۃ کیلئے کھڑے ہو گئے۔ دریافت کیا گیا کہ ان کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا تھا۔ فرمایا پچاس آیات تلاوت کرنے کا ......" (بخاری و مسلم)

"عبداللہ بن عمر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے، بلال رضؓ اور ابن اُم مکتوم رضؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رضؓ رات میں اذان دیتے ہیں، پس کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ عبداللہ ابن اُم مکتوم رضؓ اذان کہیں، اور ان کے درمیان بس اتنا فاصلہ ہوتا کہ وہ (اذان دیکر) اُتر رہے ہوتے کہ یہ چڑھتے تھے"...... (بخاری و مسلم)

سحری کر لینے کے بعد دِل میں صوم کی نیت یعنی ارادہ ہو، زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔

سحری میں تاخیر مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوئی۔ افطار میں تعجیل یا عُجلت بھی حدیث سے ثابت ہے۔ غروبِ آفتاب کے فوراً بعد افطار ہونا چاہیئے۔

"عن سهل بن سعدٍ رضؓ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال لا یزالُ النّاسُ بِخیرٍ ما عَجّلُوا الفِطرَ ......" (بخاری و مسلم)

ترجمہ: "سہل بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک کہ وہ افطار جلدی کرتے رہیں گے"۔

افطار کی دُعا:-

معاذ بن زھرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے:-

"اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

ترجمہ: "اے اللہ میں نے تیری رضا کیلئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا"..... (ابوداؤد مُرسلاً)

افطار کے بعد کی دُعا:-

عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ افطار کر لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے:

"ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ
اِنْشَاءَ اللّٰہُ".......   (ابوداؤد)

ترجمہ:۔ "پیاس دُور ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اجر ثابت ہوگیا"۔

صائم کے شب و روز۔ قیام اللّیل (تراویح)

حالت صوم میں معاش کی ضروری اور ناگزیر ذمہ داریوں سے فارغ ہوکر زیادہ وقت عبادت میں گذارا جائے، فرض نماز کی باجماعت اَدائیگی کا اہتمام، زیادہ سے زیادہ اطمینان و رجوع قلب اور خشوع و خضوع کے ساتھ ہو۔ تلاوت قرآن کی پابندی ہو، معانی و مطالب پر غور و فکر کے ساتھ اور اپنی کمزوری اور کوتاہیوں کے شعوری محاسبے اور اصلاح کے عزم کے ساتھ۔ بقیہ فارغ اوقات میں دُعاؤں اور اذکار سے زبان تر رہے، مسنونہ اذکار و دُعائیں وردِ زبان ہوں اور زیادہ سے زیادہ دُعائیں و اذکار صحیح احادیث سے یاد کی جائیں، اِن تمام کوششوں کا انشاءاللہ اجر ملے گا۔ نبی علیہ السلام کے کچھ پسندیدہ اذکار آخر میں دیئے گئے ہیں۔

شیاطین کے حملہ سے روکنے والا اور رَبّ کریم سے قربت کا سب سے مؤثر طریقہ صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ مکتوبہ (فرائض) کے علاوہ تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد کے نوافل کا اہتمام اور گھر میں نوافل اور نوافل میں قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت رجوع الی اللہ کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ نوافل میں سب سے زیادہ پسندیدہ رات کے نوافل ہیں۔ نبی علیہ السلام نے قیام اللّیل (تہجد) کی بہت ہی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ عباد الرحمٰن کے اَوصاف کا تذکرہ فرماتا ہے "ان کی راتیں قیام و سجود میں گذرتی ہیں اور اپنے رَبّ سے گڑگڑا کر دُعا کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رَبّ جہنّم کے عذاب سے ہمیں بچا دینا"۔ (الفرقان: ۶۳، ۶۴) اور دوسری جگہ فرمایا "اِن کے پہلو اِن کی خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اور اپنے رَبّ کے سامنے گڑگڑا کے خوف و طمع کے جذبات سے سرشار دُعائیں کرتے ہوئے۔"   (سجدہ: ۱۶)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم فرمائے اُس شخص پر جو قیام اللّیل کے لئے اُٹھے، صلوٰۃ ادا کرے اور اپنی زوجہ کو بھی جگائے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو پانی کے چھینٹے اُس کے چہرے پر مارے۔ اللہ رحم فرمائے اُس خاتون پر جو قیام اللّیل کیلئے اُٹھے، صلوٰۃ اَدا کرے اور اپنے شوہر کو اُٹھائے اور اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے"......   (ابوداؤد و النسائی)

قیام اللّیل کی عام دنوں میں تو یہ فضیلت ہے پھر اس ماہ مبارک میں تو کہنا ہی کیا!

حدیث ملاحظہ ہو:

"عن ابی هريرةؓ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیه وسلم قال
مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهٖ"......   (بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ "ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کی راتوں میں ایمان و احتساب کے ساتھ (یعنی ثواب کی نیت سے) قیام اللّیل کرے (نوافل ادا کرے) اُس کے پُرانے گناہ معاف کر دیئے جائینگے"۔

اپنے گھر میں قیام اللّیل کرنے کی زیادہ فضیلت ہے لیکن جماعت کے ساتھ مساجد میں اس کا اہتمام بھی مُستحب ہے کیونکہ وہاں اجتماعی منفعت ہوتی ہے اور اگر مومن و متقی قاری میسّر ہو تو کیا کہنا!۔ لیکن ایسا حافظ و قاری جس کا عقیدہ ہی صحیح نہ ہو یا جو اُجرت کا طلبگار ہو تو اُس کے پیچھے تو نماز ہی نہ ہوگی بلکہ سخت پکڑ کا اندیشہ ہے کہ غیر مومن کو امام بنا کر اللہ کی غیرت و وقار کو للکارنے کی

جُرأت کیسے کی! جیساکہ اوپر مذکور ہے گھر پر تہجد کی نماز جماعت کی تراویح سے افضل ہے۔
چنانچہ حدیث میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو "نعم البدعۃ" کو پسند کیا لیکن گھر کے تہجد کو افضل قرار دیا۔ (بخاری)

اِس لئے مناسب ہے کہ مساجد میں مومنوں کے ساتھ تراویح میں شریک ہوں اور گھر پر بھی تہجد کے لئے آخر شب اُٹھیں۔ تراویح آٹھ۔ دس۔ بارہ۔ بیس رکعات جتنی اللہ تعالٰی توفیق دے پڑھیں۔ یہی سُنّتِ رسولؐ ہے۔

آخری عشرہ اور لیلۃُ القدر:

قرآن کی سُورۃ القدر اور سورۃ دخان میں لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا (سورۃ دخان میں اس رات کو "لیلۃُ المبارکہ" کہا گیا ہے)۔ بخاری ومسلم کی احادیث میں بتایا گیا کہ لیلۃُ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیس[۲۱]، تیئس[۲۳]..... انتیس[۲۹] میں تلاش کرو اس طرح قرآن اور متعدد و متواتر صحیح احادیث سے یہ بات بلاریب و شک ثابت ہے کہ لیلۃ القدر یا لیلۃ مبارکہ ایک ہی رات ہے اور وہ مذکورہ راتوں میں سے ایک ہے۔

قرآن وحدیث کے برخلاف شعبان کی پندرھویں شب کو "لیلۃ مبارکہ" کہنا قرآن کی معنوی تحریف ہے اور صریح گمراہی اور اس کو بنیاد بنا کر جو کچھ شب برأت کی شکل میں اس دن کیا جاتا ہے بدترین بدعت ہے!۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

اس عشرہ کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس چیز سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یعنی تمام دوسرے مشاغل ترک کر کے مسجد میں محصور ہو کر عبادت میں لگ جاتے۔ جیساکہ احادیث سے ثابت ہے۔

عن عائشۃ رضؓ قالت کانَ رسولُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم یَعتَکِفُ العشرَ الاواخِرَ من رَمَضانَ۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ "عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے"۔

"عن عائشۃ رضؓ کانَ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا دَخلَ العشرُ الاواخِرُ مِن رمضانَ أحیا اللّیلَ کُلّہٗ وایقَظَ أھلَہٗ وَجدَّ وشَدَّ المِئزَرَ"...... (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پوری پوری رات جاگ کر عبادت کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور سخت محنت ومشقت کیلئے کمر کَس لیتے"۔

اَب جس خوش نصیب کو اس رات کو پاکر عبادت کا حق اَدا کرنے کی توفیق مِل گئی اُس نے تو "ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ" ثواب حاصل کرلیا!۔ اور مزید یہ کہ پُرانے گناہ بھی معاف ہوگئے جیساکہ حدیث میں ہے۔ "عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مَن قامَ لیلۃَ القدرِ اِیماناً وّ احتِسابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِہٖ"۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ "ابوھریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ شب قدر میں قیام کیا اُس کے پُرانے گُناہ معاف کردیئے جائیں گے"۔

لیلۃ القدر کی دُعَا:-

عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جان لوں کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اُس میں کیا کہوں، تو آپؐ نے فرمایا تم کہو " اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ "۔

ترجمہ :- " اے اللہ! بے شک تُو (سراسر) معافی ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے۔ تُو مجھے معاف فرمادے "۔

ماہِ مُبارک میں انفاق:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سچے مومنوں کے جو اَوصاف جگہ جگہ بیان کئے ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اَولادِ آدمؑ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے اُن میں باہم شفقت و محبت ہونا ضروری ہے بالخصوص مومن بھائیوں میں۔ اس کا فطری تقاضا ہے کہ مومن صالح کے دِل میں ایک مسکین کی ضرورت کا احساس ہو اور اُس کو پورا کرنے کے لئے اپنی محنت و مشقت کی کمائی میں سے کچھ خرچ کرے۔ یہ احساس اس ماہ مبارک میں زیادہ شدید ہو جاتا ہے جبکہ بھُوک پیاس، عبادات اور قیام اللیل زیادہ سے زیادہ تقرب الٰہی کا سبب بنتی ہیں تو خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے کا عزم و حوصلہ بھی بڑھتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات وغیرہ کی شدّت کا اندازہ اوپر بیان کی گئی حدیث سے ہوتا ہے اور انفاق اور دیگر خیر کے کاموں میں آپؐ کی تیزی و تندہی کا نقشہ مندرجہ ذیل حدیث پیش کرتی ہے:-

" عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَجودَ النّاسِ، وکانَ اَجودَ مَا یکونُ فِی رَمَضانَ حِینَ یَلقاہُ جِبرِیلُ فِی کُلِّ لَیلۃٍ من رَمَضانَ فَیُدارِسُہُ القراٰنَ فلرَسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حِینَ یلقاہُ اَجودُ بِالخیرِ من الرّیحِ المرسَلَۃِ "۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ :- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں (خصوصاً) بہت زیادہ سخاوت فرماتے جبکہ جبریلؑ آپؐ سے مُلاقات فرماتے، اور جبریلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے اور قرآن کا دَور فرماتے تھے، اور ان دنوں میں آپؐ کی سخاوت تیز ہوا (بارش لانے والی) سے بھی زیادہ ہوتی "......

(بخاری ومسلم)

غرضیکہ جو اللہ کے بندے اپنے رَبّ کی رحمت و مغفرت کے زیادہ سے زیادہ طلبگار ہیں اُن کو اس ماہ مبارک کی سعادت کے حصول میں اس پہلو سے بھی کوئی کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ اس مہینہ میں ہر عملِ خیر کا اجر بہت ہی بڑھا چڑھا کر ملتا ہے اس لئے اس مہینہ کو زکوٰۃ و صدقات کیلئے مخصوص کیجئے اور صدقۃ الفطر کو عید الفطر سے پہلے ہی اَدا کیجئے تاکہ مستحقین عید کی تیاری میں اس کو استعمال کرلیں۔ اپنے بھائیوں کی مَدد کے ذریعہ ربّ کریم کی مغفرت و رحمت کا حق دار بن جانے کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

شہرالصّوم سچّے مومنوں کو نیک اور پرہیز گار بنانے کا ذریعہ ہے جیساکہ سورہُ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے۔ اب اگر روزہ بھی رکھّا جارہا ہے اور دیگر مشاغل ہیں یعنی

فحش کتابوں کا مطالعہ، فحش دعریاں مناظر کی فلمیں اور لغو ڈرامے، بے مقصد اجتماعات اور مصروفیات، معاملات کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کا فقدان، نظر اور زبان اُسی طرح آزاد، تو اس صورت میں صوم سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی اصلاح کی طرف سے یکسر غافل رہ کر۔

دُنیا کی نظر میں روزہ دار بن کر لومة لائم سے تو شاید کچھ بچت ہو جائے لیکن اس سے حقیقی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ نہ سیرت و کردار میں کوئی نکھار ہوگا اور نہ رَبّ کریم کے یہاں کوئی اجر۔ اس قدر سُنہری موقعہ کو یوں غفلت شعاری سے گنوا دیا جائے تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور خسران اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بہار آفریں لمحات کی قدر و قیمت پہچاننے کی توفیق سے نوازے اور ان سے بھرپور استفادہ کرنے، اپنی خطاؤں کو معاف کروالینے کی سعی و جہد کا احساس اور عزم عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع وسجود کی دُعا:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ دُعا پڑھتے تھے:

"سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے رَبّ! ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں اے اللہ! مجھے بخش دے۔" (بخاری و مسلم)

سجدہ کی دُعا:

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام سجدے میں یہ دُعا پڑھتے تھے:۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ

وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ"

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور بعد کے اور ظاہر و پوشیدہ، سارے گناہ معاف فرما دے۔" (مسلم)

تَشَهُّد کی دُعائیں:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ دُعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سُورۃ سکھاتے۔ فرماتے اس طرح دُعا مانگو:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" (مسلم)

ترجمہ:۔ "اے اللہ! میں عذابِ جہنم و عذابِ قبر اور مسیح دجال اور زندگی و موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

(۲) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دُعا سکھائیے جسے میں اپنی صلوٰۃ میں مانگوں۔ آپ نے فرمایا (اس طرح) کہو:۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ

إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥" (بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔" اے اللہ! میں نے اپنے اُوپر بڑا ظُلم کیا ہے اور گُناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ تُو مجھے خاص طور پر معاف کر اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تُو بخشنے والا، رحیم ہے"۔

رابطہ: مُحمّد حنیف

پوسٹ بکس ۷۰۲۸، مسجدِ توحید۔

توحید روڈ۔ کیماڑی۔ کراچی